QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اُصولِ فقہ کی روشنی میں فقہی مسائل کے استنباط میں استحسان کا کردار: ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

The Role of Istihsān in Jurisprudential Issues in the Light of Uṣūl al-Fiqh: An Analytical and Critical Study

1. ***Rahmanullah (Corresponding Author)***
   MPhil Scholar, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar Pakistan.
2. ***Rafi Ullah***
   MPhil Scholar, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar, Pakistan.
3. ***Muhammad Nawaz***
   MPhil Scholar, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar, Pakistan.

Abstract

Istihsān, a distinctive principle of Islamic jurisprudence, occupies a crucial position in the methodology of deriving legal rulings. Derived linguistically from the Arabic root meaning "to consider something preferable," Istihsān refers to juristic preference, where a jurist departs from the strict application of analogy (qiyās) to achieve a ruling that better aligns with justice, equity, and public interest. Within the framework of Uṣūl al-Fiqh, Istihsān is not a subjective inclination but a structured tool employed by qualified jurists to resolve complex legal issues where rigid analogy may cause hardship or contradict higher objectives of the Sharīʿah (maqāṣid al-sharīʿah). Historically, Ḥanafī jurists have emphasized the significance of Istihsān, while other schools, such as the Shāfiʿī, have expressed reservations, considering it a potential gateway to arbitrary rulings. Nevertheless, its application has demonstrated practical flexibility, ensuring that Islamic law remains dynamic and responsive to changing circumstances. Modern scholars view Istihsān as a bridge between the literal interpretation of texts and the demands of contemporary realities. This paper explores the theoretical foundations of Istihsān, its different types, and its evidential basis in the Qur'ān, Sunnah, and juristic consensus. It further examines the critical debates among classical jurists and modern applications in areas like finance, medical ethics, and social legislation. The study concludes that Istihsān, when applied with scholarly precision, is a legitimate and necessary mechanism that safeguards the spirit of Sharīʿah while addressing the evolving needs of Muslim societies.

Keywords: *Istihsān, Uṣūl al-Fiqh, Juristic Preference, Qiyās, Maqāṣid al-Sharīʿah, Islamic Jurisprudence*

تعارفِ موضوع

فقہ اسلامی کی تشکیل میں اُصولِ فقہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ انہی اُصولوں کے ذریعے شرعی احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔ استحسان اُصولِ فقہ کا ایک نہایت اہم قاعدہ ہے جو فقہی اجتہاد میں توازن اور اعتدال پیدا کرتا ہے۔ لفظی طور پر استحسان کا مطلب ہے "کسی چیز کو بہتر جاننا"، اور اصطلاحی طور پر یہ وہ طریقہ ہے جس میں مجتہد عمومی قیاس کو ترک کر کے ایسی دلیل کو اختیار کرتا ہے جو زیادہ قوی اور مقاصدِ شریعت سے ہم آہنگ ہو۔ حنفی فقہانے اسے بطورِ خاص اپنایا اور اسے عملی فقہ میں ایک نمایاں مقام دیا، جبکہ شافعی فقہانے اسے محلِ تنقید بنایا اور اس کے ذریعے آزادانہ رائے کے خدشات ظاہر کیے۔ اس موضوع کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ عصرِ حاضر کے پیچیدہ مسائل محض ظاہری قیاس کے ذریعے حل نہیں ہوسکتے۔ استحسان ایک ایسا طریقہ ہے جو عدل، سہولت اور مصلحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے شرعی احکام کے نفاذ میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں استحسان کی تعریف، اقسام، دلائل اور مختلف فقہی مکاتبِ فکر کے نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے تاکہ اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو علمی تناظر میں واضح کیا جاسکے۔

تعارف اصطلاحات: اصل عنوان پر لکھنے سے پہلے چند اصطلاحات کے معنی اور مطالب کی تشریح کی جاتی ہے۔

اصول کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

اصول کی لغوی معنی:

اصول عربی زبان کا لفظ ہے جس کا واحد اصل ہے اس کا لغوی معنی یہ ہے کہ کوئی چیز دوسری شے کے لیے بنیاد اور اساس ہو۔ خواہ وہ اساس حسی ہو یا عقلی۔ جڑ کو بھی کہتے ہیں جس پر درخت کھڑی ہو۔

اصول کی اصطلاحی معنی:

اصول کی کوئی خاص اصطلاحی معنی نہیں ہے البتہ جب کسی دوسرے لفظ کی طرف اس کی اضافت کی جائے تو پھر اس کی اصطلاحی تعریف اسی لفظ کی مناسبت سے بنتا ہے البتہ علمائے کرام نے اصول کے کئی معنی لکھے ہیں۔

1۔ بطور دلیل: اصول کبھی بطور دلیل استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہا جائے "**الأصل هذه المسألة الإجماع**" یعنی اس مسئلے کی دلیل اجماع ہے۔

2۔ بطور ترجیح: جیسے کوئی کہے کہ اس مسئلے میں راجح قول یہ ہے کہ اسے حقیقت پر محمول کیا جائے نہ کہ مجاز پر عربی میں کہا جاتا ہے "الکتاب اَصل بالنسبۃ الی القیاس" یعنی اللہ کی کتاب کو قیاس کی نسبت ترجیح دی جائے گی۔

3۔ قانون یا قاعدہ: اصول کبھی کبھی قانون یا قاعدہ کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے علم نحو کے قوانین میں سے ایک قانون ہے۔ کہ "**الأصل إن الفاعل مرفوع**" یا فقہ کا ایک قاعدہ ہے "**إباحة الميتة للمضطر على خلاف الأصل**" جس کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص حالت اضطراب میں ہو یعنی مجبور ہو اس کے لیے مردار کو حلال قرار دیا گیا ہے جو کہ قانون کے خلاف ہے۔(1)

فقہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف۔

فقہ کا لغوی معنی: فقہ کا لغوی معنی ہے کسی چیز کا جاننا، کسی چیز کو سمجھنا، فہم و دانش اور کسی چیز کی گہرائی تک پہنچنا۔ قران اور حدیث کے تعلیمات میں سے فقہ کا معنی صرف جاننا یا معلوم کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد گہرائی تک پہنچنا، باریک بینی کے ساتھ دیکھنا، غور و فکر کر کے متکلم کے مقصد کو سمجھنا۔ جیسے اللہ تعالیٰ اسمان اور زمین میں جو کچھ ہے اس کی تسبیح کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے "**وان من شئ إلا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم**"(2) اور ان میں سے کوئی ایسی چیز نہیں مگر جو اللہ کی تسبیح اور تحمید بیان کرتی ہیں اور لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے۔ یا ایک اور آیت "**قالوا يشيعب ما نفقه كثيرا مما تقول**"(3) اس ایت کا مطلب یہ ہے کہ شعیب علیہ السلام کے قوم والوں نے اپ سے فرمایا کہ ہم نہیں سمجھ سکتے اکثر چیزوں کو جو تم فرماتے ہوں یعنی گہرائی تک وہ نہیں پہنچ پارہے تھے کہ متکلم کا اس سے مقصد کیا ہے۔ ایک حدیث میں لفظ فقہ اس طرح استعمال ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے لیے خیر کا ارادہ کرے تو اسے دین کا فہم اور سمجھ عطا فرماتا ہے۔"**من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين**" (4)

فقہ کی اصطلاحی تعریف:

" **العلم بالأحكام الشرعية الفرعية المكتسب من أدلتها التفصيلية** " (5)

ترجمہ: شرعی اور فرعی احکام کے اس علم کو فقہ کہا جاتا ہے جو تفصیلی دلائل کے ذریعے حاصل ہو۔ فقہ میں وہ احکام ذکر کیے جاتے ہیں جو مکلفین کے افعال کے ساتھ خاص ہوں۔ جیسے فرض، حرام، مکروہ اور مباح وغیرہ۔ اس کے اندر عقلی، حسی یا تجربے سے حاصل شدہ احکام و قوانین شامل نہیں ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

تفصیلی دلائل کا مطلب یہ ہے کہ وہ جزوی دلائل جو کسی خاص مسئلے کے ساتھ متعلق ہو اور وہ دلیل اسی مسئلے کے واضح حکم کی تشریح کرتی ہو۔ جیسے "حرمت علیکم امھتکم"(6) یہ تفصیلی یعنی جزوی دلیل ایک خاص مسئلے کے ایک خاص حکم پر دلالت کرتی ہے جو کہ ماؤں سے نکاح کا حرام ہونا ہے۔

اصول فقہ کی اصطلاحی تعریف:

" قواعد اور اجمالی دلائل کا علم جن کے ذریعے سے فقہی استنباط تک رسائی ممکن ہو اور اس علم کا اطلاق ان قواعد اور اجمالی دلائل پر بھی ہو تا ہے۔ (7) مثال کے طور ایک قاعدہ ہے کہ الأمر للوجوب الا لقرینة صارفة. اس کی تشریح یہ ہے کہ امر ہمیشہ وجوب کے لیے ہو تا ہے جب تک اس کے خلاف یعنی پھرانے والی کوئی قرینہ نہ ہو۔ اب ایک مجتہد نماز کا حکم معلوم کرنا چاہتا ہے کہ واجب ہے یا مستحب تو وہ اقیموا الصلوۃ پر غور کرے گا اور پائے گا کہ اقیموا صیغہ مجرد امر کے لیے ہے اور اس قاعدے کے تحت نتیجہ نکالے گا کہ نماز ادا کرنا واجب ہے۔

استحسان کی لغوی اور اصطلاحی تعریف۔

استحسان کی لغوی تعریف: استحسان کا مادہ ح س ن ہے حسن بر وزن فعل۔ اور اسی سے بر وزن استفعال استحسان بنا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کے بارے میں حسن اعتقاد رکھنا اور خاص خوبی کی وجہ سے اچھا سمجھنا۔ استحسان کی تعریف میں ایک اہم بات یہ ہے کہ انسان جس چیز کی طرف مائل ہو کر اسے پسند کریں ہو سکتا ہے دوسرا اسے برا سمجھے۔

استحسان کی اصطلاحی تعریف: "امام بزدوی کے مطابق استحسان وہ ہے کہ جس چیز کا قیاس تقاضا کریں اس سے عدول کر کے اس سے قوی تر قیاس پر عمل کرنا یا کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو خاص کرنا۔ فقیہ حلوانی کے مطابق استحسان وہ ہے کہ قیاس کا اس سے قوی تر دلیل کی وجہ سے ترک کرنا جو کتاب، سنت یا اجماع میں سے ہو۔ ابن العربی مالکی کہتے ہیں کہ استحسان کہتے ہیں ایسی دلیل کا ترک کرنا اس طور پر جو استثناء اور رخصت کا تقاضا کرتی ہو اور اس کے کچھ تقاضوں کی وجہ سے اس دلیل سے ٹکراؤ پیدا ہو تا ہو "(8)

مندرجہ بالا تعریفات سے کئی نکات اخذ ہوتے ہیں۔

1۔ قیاس کو خاص کرنا۔

2۔ قیاس جلی کو رد کرنا۔

3۔ قیاس خفی کو اختیار کرنا۔

4۔ کسی جزویہ کا کسی اصلی حکم سے استثناء کرنا۔

5۔ کسی مسئلہ کا شرعی دلیل کی بنا پر ایک حکم لگانا جو اس کے نظائر میں ہوں ترک کرنا۔

6۔ ظاہری قیاس پر خفی قیاس کو ترجیح دینا۔

اسی عدول یا ترجیح کو استحسان کہا جاتا ہے۔ اور جو دلیل اس عدول کا تقاضا کرتی ہے اسے وجہ استحسان کہتے ہے۔

استحسان کی اقسام اور حجیت۔

استحسان کی اقسام:

استحسان کی تقسیم دراصل کئی وجوہات کی بنا پر ہوا ہے جو مندرجہ بالا نکات اس کے لیے بنیاد ہے مثلا کبھی اصل کلی سے جزی میں استثنی ہوتا ہے کبھی قیاس خفی کو قیاس جلی پر ترجیح دیا جاتا ہے کبھی ایک حکم سے دوسرے حکم کی طرف عدول کیا جاتا ہے اور کبھی استحسان کا اعتبار اس کی سند کی جہت سے ہوتا ہے یعنی دلیل کی لحاظ سے ذیل میں اس کے چند اقسام ذکر کیے گئے ہیں۔

1۔استحسان بالنص: یہ وہ استحسان ہے کہ کسی مسئلہ میں شارع کی جانب سے کوئی نص موجود ہو اور دوسرے مسئلوں کے خلاف ایک حکم کا تقاضا کرتا ہوں جو وہ عام قواعد کے مقتضا کے مطابق ہوں تو یہی نص اس جزئی مسئلہ کو اس حکم سے مستثنی کرتی ہے جو اس کے دوسرے نظائر میں ثابت ہوں۔اس کی مثال اختیار کی شرط ہے کیوں کہ اس کے بارے میں ایک حدیث موجود ہے جس کی روسے خیار شرط تین دن تک کے لیے جائز ہے اس لیے یہ استحسانا جائز قرار دیا گیا ہے۔

2۔استحسان بالاجماع: اس کا مطلب یہ ہے کہ قیاس جس چیز کا تقاضا کرتی ہے اس پر عمل نہ کیا جائے مگر لوگوں کے تعامل کی وجہ سے اور لوگوں کو آسانی کے لیے عام طابطہ سے ہٹ کر جائز کیا جاتا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص حمام میں نہانے کے لیے داخل ہوتا ہے قیاس فاسد ہونے کا تقاضہ کرتا ہے کیونکہ مستعمل پانی کا مقدار معلوم نہیں ہے اور نہ اس میں وقت معین ہے لیکن عام قاعدہ سے ہٹ کر استحسانا اسے جائز قرار دیا گیا ہے کیونکہ عرف میں یہ عمل عام ہو چکا ہے، کسی کا اس پر انکار بھی نہیں ہے اور اسی وجہ سے لوگوں سے تنگی کو دور کر کے آسانی پیدا کی گئی ہے مطلب یہ ہوا کہ اب اس عمل پر گویا اجماع ہو گیا ہے جو کہ جائز قرار دیا گیا ہے۔

3۔استحسان بالعرف: استحسان بالعرف کا مطلب یہ ہے کہ رواج میں جن چیزوں کا وقف کرنا جیسے کتاب برتن وغیرہ کا عام ہو تو اسے جائز سمجھا جائے گا یہ ایک استثنائی حکم ہے حکم اس طرح ہے کہ وقف ہمیشہ کے لیے ہونا چاہیے اور غیر منقولی جائیداد میں وقف صحیح نہیں ہے لیکن منقولی اشیاء میں وقف کرنے کا جواز عرف عام کی وجہ سے جائز قرار دیا گیا ہے۔

4۔استحسان بالضرورہ: تنگی سے بچنے کے لیے اور ضرورت کی خاطر جن مسائل کے احکامات آسانی دی گئی ہے اسے استحسان بالضرورہ کہاں جاتا ہے مثال کے طور پر پیشاب کے باریک قطروں کا معاف ہونا اور کنویں سے ایک معین مقدار پانی نکالنا جب کہ اس میں معمولی نجاست گر گئی ہو تاکہ لوگوں سے حرج کو دور کیا جائے۔

5۔استحسان بالمصلحۃ: استحسان کی اس قسم سے مراد یہ ہے کے کسی مصلحت کا لحاظ کرتے ہوئے کسی پر بوجھ نہ ڈالا جائے مثال کے طور پر ایک ادمی کا سامان کسی نے اٹھایا کرایہ پر وہ سامان اگر کسی بڑی افت اسمانی یا زمینی کی وجہ سے ہلاک ہوا جو یہ شخص اس کے بچانے سے معذور تھا تو اس پر تاوان نہیں ہو گا عام قاعدہ یہ ہے کہ اس پر ضمان نہ ہو جبکہ یہ سامان اس کی کوتاہی کی وجہ سے ہلاک ہو کیونکہ وہ امین ہیں لیکن اکثر فقہاء نے استحسانا لوگوں کی مصلحت کا لحاظ کرتے ہوئے، مال کی حفاظت کی رعایت کرتے ہوئے اس پر یہ فتوی دیا ہے کہ اس شخص پر ضمان واجب ہو گا۔

6۔استحسان بالقیاس الخفی: استحسان کی اصطلاحی تعریف میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ استحسان کبھی کبھی قیاس جلی کے مقابلے میں قیاس خفی پر عمل کرنے کا نام ہوتا ہے۔ تو یہ اس کی مثال ہے جیسے شکاری پرندوں کا جھوٹا شکاری درندوں کی جھوٹے پر قیاس کیا جاتا ہے اور اس کا حکم یہ لگایا جاتا ہے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ شکاری درندے کا منہ نجس ہے لیکن استحساناشکاری پرندوں کا جھوٹا ادمی کی جھوٹے پر قیاس کیا گیا ہے کیونکہ پرندے اپنی چونچ سے پانی پیتے ہیں اور وہ ہڈی کی ہوتی ہیں اور ہڈی پاک ہیں تو یہ قیاس خفی ہے اور اس وجہ سے اس پر حکم استحسان کالگا یا گیا ہے۔

حجیت استحسان:

اکثر علماء خاص کر حنفی علماء نے استحسان کو نہ صرف اختیار کیا ہے بلکہ اسے عدل احکام میں سے ایک دلیل تسلیم کیا ہے جن علماء نے اس پر رد کیا ہے اس پر استحسان کی حقیقت ظاہر نہیں ہوئی ہے اور نہ وہ اس کی مراد تک پہنچے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ خواہش نفس پر بغیر دلیل کے چلنے کا نام ہے حالانکہ استحسان خواہش نفس اور بغیر دلیل کے شرعی حجت نہیں ہے اور اس میں نہ علماء کا کوئی اختلاف ہے اور اگر استحسان کی قسم پر استحسان کے نام کا اطلاق ممکن ہو تم منکرین استحسان کے انکار کو اسی قسم پر محمول کیا جائے گا کیونکہ استحسان کی حقیقت اس کے قائلین کے نزدیک اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ استحصان ایک دلیل کو دوسری دلیل پر ترجیح دینے کا نام ہے اور اس جیسی چیزوں میں علماء کا باہمی اختلاف مناسب نہیں ویسے بھی استحسان میں ایسی کوئی چیز نہیں جو نزاع کا محل ہو۔(9) استحسان کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ نص سے ثابت ہوتی ہے جسے ثابت بالنص کہا جانا چاہیے تھا لیکن احناف نے اسے اپنی اصطلاح استحسان دے دی ہے لہذا اس میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔

رد علی الاستحسان:

اکثریت علماء استحسان کے قائل ہیں مگر بڑے بڑے فقہاء میں امام شافعی کا اس کے ساتھ اتفاق نہیں ہے۔ اس نے اپنی کتاب "الام" میں استحسان کے رد پر ایک رسالہ "العدل علی الاستحسان" لکھا ہے جس میں وہ اس پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ جو مجتہد استحسان پر عمل کرتا ہے گویا وہ اپنی سوچ سے ایک بات اختراع کرتا ہے اور اسی پر قیاس کرتا ہے اس کا ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی من پسند کا اجتہاد کرتے ہیں یعنی اپنی خواہش اور اپنے ذہن کے موافق دلیل بناتا ہے جو کہ دین میں بالکل ناجائز ہیں اور ایک قول اس کا یہ ہے کہ جس نے استحسان کیا گویا اس نے شریعت بنائی۔

عبادات میں استحسان کے کردار کا علمی جائزہ

یہاں پر کتاب الہدایہ سے طہارت، نماز، زکوۃ، صوم، نکاح، اور طلاق سے چند اقتصابات لیے گئے ہیں جس میں یہ دیکھا یا گیا ہے کہ ان عبادات اور معاملات میں استحسان پر عمل کرنے سے کیا کردار ظاہر ہوتا ہے۔

کتاب الطہارۃ_(فصل فی البئر)

" فإن وقعت فيها بعرة اؤبعرتان من بعر الإبل اؤ الغنم لم تفسد المآء استحسانا والقياس أن تفسده لوقوع النجاسة فی الماء القليل وجه الاستحسان أن أبارالفلوات ليست لها رؤس حاجزة و المواشي تعبرحولها فتلقيها الريح فجعل القليل عفوا للضرورة ولا ضرورة فی الكثيروهو ما يستكثره الناظر اليه فی المروی عن ابی حنيفه وعليه الاعتماد ولا فرق بين الرطب واليابس والصحيح والمنكسر والروث والحثي و البعر لان الضرورة تشمل الكل " (10)

" پھر اگر کنویں میں اونٹ یا بکری کی ایک دو مینگنیاں گر جائیں تو استحسانا پانی کو فاسد نہیں کریں گی۔ جبکہ قیاس یہ ہے کہ پانی کو فاسد کردیں گی کیونکہ تھوڑے پانی میں نجاست گر گئی ہے۔ استحسان کی دلیل یہ ہے کہ جنگلوں کے کنوں پر (نجاست وغیرہ گرنے سے) روکنے والے اڑ نہیں ہوتے اور صورتحال یہ رہتی ہے کہ چوپائے کنوں کے ارد گرد مینگنیاں کر دیتے ہیں جنہیں ہوائیں اڑا کر کنویں میں ڈال دیتی ہیں۔ اس لیے بربنائے ضرورت معمولی سی نجاست کو معاف قرار دے دیا گیا اور

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کثیر میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ایک قول کے مطابق کثیر وہ ہے جسے دیکھنے والا خود کثیر سمجھے اور اسی قول پر اعتماد بھی ہے۔ اور تر اور خشک نیز صحیح سالم اور ٹوٹی ہوئی مینگنیوں کے مابین کوئی فرق نہیں ہے ۔اسی طرح لید، گوبر اور مینگنی میں بھی کوئی فرق نہیں ہے اس لیے کہ ضرورت سب کو شامل ہے۔"(11)

کتاب الصلوۃ:(باب صلوۃ المریض)

" ومن أغمى عليه خمس صلوات أو دونها قضى وان كان أكثرمن ذلك لم يقض وهذاالاستحسان والقياس ان القضاء عليه اذاسوعب الإغمآء وقت صلوة كامل التحقق العجزفشبه الجنون وجه الاستحسان المدة إذا طالت كثرت الفوائت فيخرج فى الادآء وإذا قصرت قلت فلا حرج والكثير ان تزيد على يوم وليلة لأنه يدخل في حد التكراروالجنون كالإغمآء كذا ذكره ابو سليمان بخلاف النوم لان امتداده نادرفيلحق بالقاصر ثم الزيادة تعتبرمن حيث الأوقات عند محمد لان التكراريتحقق به و عند هما من حيث الساعات هو المأثورعن على رضى الله عنه و ابن عمررضى الله عنهم والله أعلم بالصواب ". (12)

" اور جو شخص پانچ یا اس سے کم نمازوں تک بے ہوش رہا تو وہ ان نمازوں کی قضا کرے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو قضا نہ کرے یہ استحسان ہے۔ اور قیاس یہ ہے کہ جب اغماء نماز کے ایک کامل وقت کو گھیر لے تو مغمی علیہ پر (مطلقا) قضا واجب نہ ہو کیونکہ عجز متحقق ہے لہذا یہ جنون کے مشابہ ہو گیا استحسان کی دلیل یہ ہے کہ جب مدت اغماء طویل ہو گئی تو فوائت کثیر ہو گئی لہذا ان کی ادا میں حرج لاحق ہو گا اور جب مدت مختصر ہو گی تو فائتہ نمازیں کم ہوں گی لہذا ان کی ادائیگی میں کوئی حرج نہیں ہو گا اور کثیر یہ ہے کہ نماز ایک دن رات سے زیادہ کی ہو جائیں اس لیے کہ اس صورت میں وہ تکرار کی حد میں داخل ہو جائیں گی اور جنون اغماء ہی کی طرح ہے اسی طرح علامہ سلیمان نے بیان کیا ہے بر خلاف نوم کے کیونکہ نوم کا اس طرح دراز ہونا نادر ہے لہذا نوم قاصر کے ساتھ لاحق ہو گی پھر امام محمد کے یہاں زیادتی کا اعتبار اوقات کے ذریعے ہو گا کیونکہ اسی سے تکرار متحقق ہو گا۔ اور حضرات شیخین کے یہاں زیادتی کا اعتبار ساعات سے ہے اور یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔"(13)

کتاب الزکوۃ:

" ومن تصدق بجميع ماله لا ينوى الزكوة سقط فرضها عنه استحسانا لان الواجب جزء منه فكان متعينا فيه فلا حاجة إلى التعين ." (14).

" اور جس نے اپنا تمام مال صدقہ کر دیا حالانکہ زکوۃ کی نیت نہیں کی ہے تو استحسانا فرض زکوۃ اس سے ساقط ہو گیا کیونکہ واجب تو اس میں سے ایک جزء ہے اور وہ نصاب میں متعین تھا اس لیے متعین کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

تشریح:

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے بغیر نیت زکوۃ ادائیگی اپنا پورا مال صدقہ کر دیا تو استحسانا اس صدقے کرنے سے اس کے ذمے فرض زکوۃ بھی ساقط ہو گیا اس کے خلاف قیاس یہ ہے کہ فرض زکوۃ اس سے ساقط نہیں ہوتا کیونکہ اس میں نیت ضروری ہے جس طرح فرض نماز کسی بھی نماز کی نیت سے ادا نہیں ہوتی یعنی اس کے لیے اپنی نیت متعین کرنا ضروری ہوتا ہے اسی طرح فرض زکوۃ کے لیے بھی اپنی ہی نیت کرنی ہو گی وجہ استحسان یہ ہے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کہ واجب تو پورے مال کا ایک جزیعنی 40واں حصہ ہے اور پورے مال کے ضمن میں وہ بھی متعین ہے اور متعین چیز مزید تعین کا محتاج نہیں ہوتا اس لیے خاص طور پر اس ایک جزیعنی مقدار زکوۃ کو متعین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسے نماز کی مثال دینا صحیح نہیں ہے بلکہ رمضان المبارک میں مطلقا روزہ کی نیت کی مثال اس کے لیے معقول ہے جیسے رمضان میں مطلقا روزہ کی نیت کی۔ رمضان کا فرض روزہ ادا ہو گا حالانکہ اس نے خاص طور پر رمضان کے روزے کی نیت نہیں کی ہے کیونکہ اس مہینہ میں فرض روزہ ہی متعین ہے تو پھر اپنی نیت اور الگ نیت متعین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کسی دوسرے روزے کے لیے۔"(15)

کتاب الصوم:(باب مایوجب القضاء والکفارۃ)

" ولو دخل حلقه ذباب وهو ذاكر لصومه لم يفطر وفي القياس يفسد صومه لوصول المفطر إلى جوفه وأن كان لا يتغذى به كالتراب والحصاة وجه الاستحسان أنه لا يستطاع الاحترازعنه فاشبه الغباروالدخان . " (16)

" اور اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی گھس گئی حالانکہ اس کو اپنا روزہ یاد ہے تو روزہ افطار نہ ہو گا۔ اور قیاس یہ ہے کہ اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ روزہ افطار کرنے والی چیز اس کے پیٹ میں چلی گئی اگرچہ اس کے ساتھ غذا حاصل نہیں کی جاتی جیسے مٹی اور کنکری۔ وجہ استحسان یہ ہے کہ مکھی سے بچاؤ ممکن نہیں پس غبار اور دھوئیں کے مشابہ ہے مکھی۔"(17)

تشریح:

ترجمے سے تشریح تقریبا واضح ہو چکی ہے مسئلہ اس طرح ہے کہ روزہ دار کے پیٹ میں مکھی جانے سے قیاسا روزہ فاسد ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے پیٹ میں مفطر صوم چلی گئی ہے۔ اور استحسانا روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ جس طرح غبار اور دھوئیں سے انسان بچ نہیں سکتا وہ بلا ارادہ منہ میں داخل ہو کر جوف تک پہنچ جاتے ہیں اسی طرح مکھی بھی انسان کے منہ میں بغیر ارادے کے داخل ہوتی ہے۔ جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

معاملات میں استحسان کا کردار

کتاب النکاح، (باب فی الولیآء والاکفآء)

اس مسئلے میں یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ کسی عورت کی نکاح کی ولایت کے لیے عزیز و اقارب میں کس کے لیے ولایت ثابت ہوتی ہے اور عصبات نہ ہونے کی صورت میں کس کو ولایت کا حق حاصل ہوتا ہے تو اس متن میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے کہ اس میں قیاس کیا کہتی ہے اور استحسان کا کردار کیا ہے جو کہ واقعی استحسان کا کردار معقول لگتا ہے۔

" ولغيرالعصبات من الأقارب ولايةالتزويج عند ابى حنيفه رحمة الله عليه ، معناه ؛ عند عدم العصبات ، (نسبية أو سببية) وهذاالاستحسان ، وقال محمد ؛ لا تثبت وهو القياس ، وهو رواية عن ابى حنيفه رحمه الله ، وقال أبي يوسف رحمه الله في ذلك مضطرب ، والأشهر أنه مع محمد رحمه الله ، لهما ما روينا ، ولأن الولاية إنما تثبت صونا للقرابة عن نسبة غير الكفء إليها وألى العصبات الصيانة . ولأبى حنيفه رحمه الله ان الولاية نظرية ، والنظريتحقق بالتفويض إلى من هو المختص بالقرابة الباعثة على الشفقة " ـ (18) .

" اور اقارب میں سے غیر عصبات کے لیے نکاح کرانے کی ولایت ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک۔ اس سے مراد ہے عصبات (نسبی یا سببی) نہ ہونے کی صورت میں۔ اور یہ استحسان ہے۔ اور فرمایا امام محمد رحمہ اللہ نے کہ نہیں ثابت ہو گی

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اور یہی قیاس ہے اور یہ روایت ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اور ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول اس بارے میں متر دد ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ امام محمد رحمہ اللہ کے ساتھ ہیں۔ صاحبین کی دلیل وہ حدیث ہے جو روایت کی ہم نے اور اس لیے کہ ولایت ثابت ہوتی ہے غیر کف کو اس کی طرف منسوب کرنے سے قرابت کو محفوظ کرنے کے لیے اور عصبات کی طرف سپرد کرنے میں حفاظت ہے۔ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ ولایت نظری ہے (مبنی بر شفقت) اور شفقت متحقق ہو گی اس شخص کی طرف سپرد کر کے جو مختص ہو اس قرابت کے ساتھ جو آمادہ کرنے والی ہو شفقت پر"۔(19)

تشریح:

عصبات کی غیر موجودگی میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک استحساناولایت نکاح دوسرے رشتہ داروں کے لیے ثابت ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک قیاساثابت نہیں ہوتی صاحبین کی دلیل یہ ہے جو وہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ النکاح إلی العصبات اس میں الف لام جنسی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنس نکاح سپرد کی جاتی ہے جنس عصبات کی طرف اس میں کوئی دوسرا داخل نہیں ہوتا اور ساتھ وہ عقلی دلیل یہ دیتے ہیں کہ ولایت قرابت کی حفاظت کے لیے ہے اور اسی صورت میں قرابت کی طرف غیر کف کو منسوب نہ کیا جائے۔ امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ ولایت کا دارومدار شفقت پر ہے جس میں بھی یہ شفقت پائی جائے وہ عصبہ ہو یا غیر عصبہ تو اس کے لیے ولایت ثابت ہوتی ہے البتہ حدیث کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ عصبات کی موجودگی میں تو نکاح انہی کے سپرد ہو گا عدم موجودگی میں غیر عصبات کی نفی بھی نہیں کی گئی ہے۔

باب المہر:

" وعليها العدة فى جميع هذه المسائل احتياطا استحسانا لتوهم الشغل (اى شغل الرحم . والقياس أن لا تجب لعدم وجود الخلوة) . والعدة حق الشرع والوالد ، فلا يصدق في إبطال حق الغي ، بخلاف المهر؛ لأنه مال لا يحطاط فى ايجابه. وذكر القدورى فى شرحه أن المانع إن كان شرعيا (كالحيض) ، تجب العدة . لثبوت التمكن حقيقة ، كالمرض والصغر لا تجب ، لعدم التمكن حقيقة (20)" .

" اور عورت پر عدت واجب ہے احتیاط کی بنا پر استحسانا ان تمام مسائل میں (رحم کے) مشغول ہونے کے وہم کی وجہ سے۔ (اور قیاس یہ ہے کہ عدت، خلوت نہ ہونے کی وجہ سے واجب نہیں ہوتی۔ عدت شریعت اور ولد دونوں کا حق ہے۔ پس نہیں تصدیق کی جائے گی حق غیر کو باطل کرنے میں بخلاف مہر کے اس لیے کہ مہر مال ہے اس کو واجب کرنے میں احتیاط نہیں کی جاتی۔ اور قدوری نے ذکر کیا ہے اپنی شرح میں کہ مانع اگر شرعی ہیں تو عدت واجب ہو گی حقیقتاً قدرت کے ثابت ہونے کی وجہ سے اور اگر مانع حقیقی ہے جیسے بیماری اور بچپن تو حدت واجب نہیں ہو گی حقیقتاً قدرت کے نہ ہونے کی وجہ سے۔"(21)

تشریح:

اس عبارت سے پہلے مسئلے کے مختلف صورتیں ذکر ہوئی ہیں جیسے خلوت صحیحہ، خلوت فاسدہ یا خلوت مع مقطوع الذکر وغیرہ تو یہاں بیان یہ کیا جاتا ہے کہ ان تمام صورتوں میں جب عورت کو طلاق مل جائے تو اس پر عدت واجب ہو گی جو کہ قیاس کے خلاف ہے۔ وجہ استحسان یہ ہے کہ شاید کسی وجہ سے رحم مشغول ہو گئی ہو اور اس کے اندر منی پہنچ گئی ہو اس لیے اس پر عدت واجب ہے۔ مرد اور عورت کے کسی قول کا کہ ہم نے وطی نہیں

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کی ہے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ عدت شریعت کا حق ہے یہ میاں بیوی دونوں اس کو ساقط نہیں کر سکتے۔ اسی طرح عدت اولاد کا بھی حق ہے اس حدیث کی روسے کہ کوئی اپنے پانی سے کسی دوسرے کی کھیتی کو سیر اب نہ کریں تو اس میں ولد کی نسب کی رعایت کرنا ہے اسی طرح ایک قاعدہ بھی ہے کہ حق غیر کو باطل کرنے کے لیے کسی کا قول معتبر نہیں ہوتا صاحب قدوری کی جو بات ہے وہ اس طرح ہے کہ اگر مانع شرعی ہے جیسے حیض و نفاس وغیرہ تو عدت واجب ہو گی اور اگر مانع حقیقی ہے جیسی بیماری یا چھوٹا پن وغیرہ جو نا قابل جماع ہو تو اس صورت میں عدت واجب نہیں ہو گی کیونکہ حقیقی معنی کے ساتھ حقیقی وطی نہیں ہو سکتی پس رحم کے مشغول ہونے کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔

کتاب الطلاق: (فصل فی إضافة الطلاق إلى الزمان)

" ولو قال أنت طالق ما لم اطلقك أنت طالق ، فهي طالق (استحسانا) بهذه التطليقة . معناه قال ذلك موصولا به والقياس أن يقع المضاف ، فيقعان إن كانت مدخولا بها ، وهو قول زفر رحمه الله لأنه وجد زمان لم يطلقها فيه وإن قل ، وهو زمان قوله (أنت طالق) .قبل أن يفرغ منها. وجه الاستحسان أن زمان البر مستثنى عن اليمين بدلالة الحال ، لأن البر هو المقصود ، ولا يمكنه تحقق البر إلا أن يجعل هذا القدر مستثنى ، وأصله من حلف لا يسكن هذه الدار فاشتغل بالنقلة من ساعته وأخواته على ما يأتيك في الأيمان إن شاء الله تعالى " ـ(22)

" اور اگر کہا کہ تو طلاق والی ہے جس وقت میں تجھ کو طلاق نہ دوں تو طلاق والی ہے تو یہ عورت اس طلاق دینے سے طالقہ ہو گی۔ اس مسئلے کی مراد یہ ہے کہ اس نے انت طالق اس کے ساتھ ملا کر کہا اور قیاس یہ ہے کہ جو طلاق زمانہ کی طرف مضاف ہے وہ بھی واقع ہو جائے گی پس دونوں واقع ہوں گی اگر وہ عورت مدخول بہا ہے۔ اور یہی قول ہے امام زفر کا کیونکہ ایسا زمانہ پایا گیا جس میں اس نے اس عورت کو طلاق نہیں دی ہے اگرچہ کم ہے۔ اور وہ زمانہ ہے۔ اس کا قول انت طالق قبل اس کے کہ اس سے فارغ ہو۔ اور وجہ استحسان یہ ہے کہ قسم پوری کرنے کا زمانہ دلالت حال کی وجہ سے یمین سے مستثنی ہے کیونکہ قسم پورا کرنا ہی مقصود یمین ہے اور اس کے لیے قسم پوری کرنے کا مستحق ہونا ممکن نہیں مگر یہ کہ اتنی مقدار کو مستثنی قرار دیا جائے اور اس اختلاف کی اصل وہ شخص ہے جس نے قسم کھائی کہ اس مکان میں نہیں رہے گا پھر اسی وقت سامان منتقل کرنے میں لگ گیا اور اس کے نظائر اسی تفصیل پر جو کتاب الایمان میں انشاء اللہ ائے گا۔

تشریح:

مسئلہ یہ ہے کہ اگر مرد نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ انت طالق مالم اطلقک اور یہ بعد والا انت طالق کلام سابق کے ساتھ ملا کر کہا درمیان میں کوئی فصل نہیں کیا تو اس اخر والے انت طالق سے ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جو طلاق مالم اطلقک تک کی جانب منسوب کی گئی ہیں وہ بھی واقعہ ہو جائے تو اب اس صورت میں دو طلاق واقع ہوں گی ایک وہ طلاق جو منسوب کی گئی ہے اور ایک اس سے جو بعد میں انت طالق کہا مگر یہ دو طلاقیں اس وقت واقع ہوں گی جبکہ عورت مدخول بہا ہو۔ امام زفر رحمہ اللہ کا یہی قول ہے امام زفر رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ مالم اطلقک کو معلق کیا گیا ہے ایسے زمانے پر جو خالی عن التطلیق ہو اور وہ پایا گیا اگرچہ بہت کم ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ انت طالق میں سات حروف ہیں جب تک مرد قاف تک تکلم نہیں کرے گا طلاق واقع نہیں ہو گی چنانچہ اگر کسی نے لام تک تکلم کیا اور خاموش ہو گیا تو طلاق واقع نہیں ہو گی اب اس مسئلہ میں جب مرد نے بعد والے انت طالق کا تلفظ کیا تو چھ حروف کے تلفظ تک یعنی لام کے تلفظ تک اتنا وقت پایا گیا کہ وہ خالی عن

التطلیق ہے پس شرط کے پائے جانے کی وجہ سے طلاق مضاف بھی واقع ہو جائے گی اور بعد والا انت طالق تو غیر معلق ہے لہذا ایک اس سے واقع ہو جائے گی اسی طرح امام زفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں دو طلاقیں واقع ہوں گی۔

وجہ استحسان یہ ہے کہ قسم کھانے کے بعد اس کو اتنا وقت ضرور ملنا چاہیے جس میں حالف اپنی قسم کو پورا کر سکے کیونکہ یمین سے قسم پورا کرنا ہی مقصود ہے اور یہ اس وقت ممکن نہیں جب تک کہ اتنا وقت مستثنیٰ قرار نہ دیا جائے پس انت طالق مالم اطلقک کے بعد اتنا وقت ملنا چاہیے جس میں انت طالق کے ساتھ حروف کا تلفظ کر سکے لام تک چھ حروف کی تلفظ کا وقت معتبر نہیں کیونکہ یہ وقت قسم پوری کرنے کے لیے ناکافی ہیں اور اس اختلاف کی اصل کتاب الایمان کا ایک مسئلہ ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی میں اس مکان میں نہیں رہوں گا پھر اسی وقت اپنا سامان اس مکان سے منتقل کرنے میں مشغول ہو گیا تو اس صورت میں استحسانا خانث نہیں ہو گا اور امام ظفر رحمہ اللہ کے نزدیک قیاسا خانث ہو جائے گا۔ اس مسئلہ کی اور بہت سی نظیریں ہیں جو کتاب الایمان میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ واللہ اعلم۔"(23)

خلاصۂ بحث

زیرِ نظر تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ استحسان فقہی اجتہاد کا ایک مؤثر اور عملی اصول ہے جو اسلامی قانون کو سختی اور جمود سے بچاتا ہے۔ اگرچہ بعض مکاتبِ فکر نے اس پر تنقید کی اور اسے غیر معیاری قرار دیا، تاہم حنفی فقہا اور متعدد جدید اہلِ علم نے اسے ایک معتبر اصول اجتہاد تسلیم کیا ہے۔ استحسان کے ذریعے نہ صرف مشکل اور پیچیدہ مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ مقاصدِ شریعت کے ساتھ بھی زیادہ ہم آہنگ ثابت ہوتا ہے۔ معاصر دنیا میں جہاں معاشرتی، معاشی اور طبی مسائل کی نئی جہتیں سامنے آتی ہیں، وہاں استحسان کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ تحقیق کے نتائج سے واضح ہوتا ہے کہ استحسان اگر اعتدال اور علمی معیار کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ فقہ اسلامی کی افادیت اور جامعیت میں اضافہ کرتا ہے اور شریعت کے حقیقی مقاصد کو بہتر انداز میں اجاگر کرتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

1. استحسان کو ایک منظم اور معیاری اصول کے طور پر جدید فقہی نصاب میں شامل کیا جائے۔
2. جدید مسائل کے حل میں استحسان کے اصول کو ماہر فقہا کی نگرانی میں بروئے کار لایا جائے۔
3. مختلف فقہی مکاتبِ فکر کے مابین استحسان کے حوالے سے مکالمہ اور علمی مباحث کو فروغ دیا جائے۔
4. عصری قوانین (خصوصاً مالیاتی اور طبی شعبوں) میں استحسان کی عملی مثالیں مرتب کی جائیں۔
5. تحقیقی ادارے استحسان پر جدید تناظر میں مزید گہرے مطالعات پیش کریں تاکہ اس اصول کے دائرۂ کار کو بہتر طور پر متعین کیا جا سکے۔

حوالہ جات

1. ۔عبدالکریم زیدان سید، الوجیز فی اُصول فقہ، مترجم ھیئۃ العلماء، ص۔20، مکتبہ رحمانیہ اِقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان
2. ۔القران، سورہ بنی اسرآئیل، آیت۔44
3. ۔القران، سورہ۔ہود، آیت۔91
4. ۔محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب العلم، ص.991، دار العلم البیروت لبنان
5. ۔عبدالحلیم قاسمی بستوی مفتی

6. ۔عبدالحلیم قاسمی بستوی مفتی، احسن الہدایہ ترجمہ وتشریح اردو الہدایہ، مطبع، لٹل سٹار پرنٹرز لاہور، مکتبہ رحمانیہ اِقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

7. ۔فتح الغفار بشرح المنار لابن نجیم، ص۔7، بحوالہ الوجیز فی أصول فقہ اردو، عبدالکریم زیدان سید، مترجم ھیئۃ العلمآء، ص۔24، مکتبہ رحمانیہ اِقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

8. ۔عبدالکریم زیدان سید، الوجیز فی اصول فقہ اردو، مترجم ھیئۃ العلماء، ص۔272، مکتبہ رحمانیہ اِقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

9. ۔التلویح علی التوضیح، ج۔2، ص۔81، بحوالہ الوجیز فی اصول فقہ اردو، عبدالکریم زیدان سید، مترجم ھیئۃ العلماء، ص۔278، مکتبہ رحمانیہ اِقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

10. ۔الامام برھان الدین ابی الحسن علی بن أبی بکر المرغینانی، الھدایۃ، ج.1، ص۔40، مطبع. ایم اے پرنٹرز، اشاعت 2016، مکتبہ الحسن ۳۳ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

11. ۔عبدالحلیم قاسمی بستوی مفتی، احسن الہدایہ ترجمہ وشرح اردو الہدایہ، ج۔1، ص۔152، مطبع لٹل سٹار پرنٹرز، مکتبہ رحمانیہ اِقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

12. ۔الامام برھان الدین ابی الحسن علی بن أبی بکر المرغینانی، الھدایۃ، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ المریض، ج.1، ص۔170، مطبع ایم اے پرنٹرز اشاعت 2016، مکتبہ الحسن ۳۳ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

13. ۔عبدالحلیم قاسمی بستوی مفتی، احسن الہدایہ ترجمہ وشرح اردو الہدایہ، ج۔دوم، ص۔292، مطبع لٹل سٹار پرنٹرز، مکتبہ رحمانیہ اِقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

14. .الامام برھان الدین ابی الحسن علی بن أبی بکر المرغینانی، الھدایۃ، ج.1، ص۔203، مطبع ایم اے پرنٹرز، اشاعت 2016، مکتبہ الحسن ۳۳ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

15. ۔ جمیل احمد سکروڈھوی مولانا، اشرف الہدایہ شرح اردو الہدایہ، ج۔1، ص۔44، طبع 2003ء علمی گرافکس کراچی، مکتبہ دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان

16. ۔الامام برھان الدین ابی الحسن علی بن أبی بکر المرغینانی، الھدایۃ، ج۔1، ص۔235، مطبع ایم اے پرنٹرز، اشاعت 2016 مکتبہ الحسن ۳۳ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

17. ۔ جمیل احمد سکروڈھوی مولانا، اشرف الہدایہ شرح اردو الہدایہ، ج۔1، ص۔211، طبع 2003ء علمی گرافکس کراچی، مکتبہ دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان

18. .الامام برھان الدین ابی الحسن علی بن أبی بکر المرغینانی، الھدایۃ، کتاب النکاح، باب فی الاولیآء والاکفآء، ج.2، ص۔20، طبع ثانیہ 2020ء، مکتبہ لدھیانوی سلام کتب مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

19. ۔ جمیل احمد سکروڈھوی مولانا، اشرف الہدایہ شرح اردو الہدایہ، طبع 2009ء، ج۔2، ص۔65، دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان

20. ۔الامام برھان الدین ابی الحسن علی بن أبی بکر المرغینانی، الھدایۃ، کتاب النکاح، باب فی المھر، ج.2، ص۔28، طبع ثانیہ 2020ء، مکتبہ لدھیانوی سلام کتب مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

21. ۔ جمیل احمد سکروڈھوی مولانا، اشرف الہدایہ شرح اردو الہدایہ، ج۔2، ص 92، طبع 2009ء، دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان

22. ۔الامام برھان الدین ابی الحسن علی بن أبی بکر المرغینانی، الھدایۃ، کتاب الطلاق، باب اِیقاع الطلاق، طبع ثانیہ، 2020ء، ج۔2، ص۔65، مکتبہ لدھیانوی سلام کتب مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

23. ۔ جمیل احمد سکروڈھوی مولانا، اشرف الہدایہ شرح اردو الہدایہ، ج۔2، ص۔239، 240، طبع 2009ء، دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کتابیات / مصادر و مراجع

1۔ القران الحکیم

2۔ الامام برھان الدین ابی الحسن علی بن اَبی بکر المرغینانی، الھدایۃ، جلد 1، اشاعت 2016ء، مطبع ایم اے پرنٹرز، مکتبہ الحسن ۳۳ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

3۔ الامام برھان الدین ابی الحسن علی بن اَبی بکر المرغینانی، الھدایۃ، جلد 2، طبع ثانیہ 2020ء مکتبہ لدھیانوی سلام کتب مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

4۔ جمیل احمد سکروڈھوی مولانا، اشرف الہدایہ شرح اردو الہدایہ، طبع 2009ء، دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان

5۔ عبدالحلیم قاسمی بستوی مفتی، احسن الہدایہ ترجمہ وشرح اردو الہدایہ، مطبع لٹل سٹار پرنٹرز مکتبہ رحمانیہ اِقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

6۔ عبدالکریم زیدان سید، الوجیز فی اصول فقہ اردو مترجم ھیئۃ العلماء، مکتبہ رحمانیہ اِقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

7۔ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح للبخاري۔ دارالعلم البیروت لبنان